وہ دُعا جس کا جوبن

بہارِ قبول

۱۷ ربیع الاوّل، ۱۴۴۴ھ / 14 اکتوبر، 2022ء

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان
مرکزی دفتر
جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور

042-37374429 0315-7374429 alnizamia7374429@gmail.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّيۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ

لَا تَجۡعَلُوۡا دُعَآءَ الرَّسُوۡلِ بَيۡنَكُمۡ كَدُعَآءِ بَعۡضِكُمۡ بَعۡضًا ۔[النور63:24]

محبت سچی ہو اور مُحِبّ با اختیار ہو تو محبوب کی بات کو ٹال دینا ناموسِ محبت کے خلاف ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ربّ تعالیٰ کی محبت ایسی ہے کہ نہ تو اُس کی کوئی مثال ہے اور نہ ہی اُس کی عظمتوں کا تصوّر ممکن ہے۔ اعظم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر مع تضمین ہے:

والفجر ہے رُخسار، تو والشمس جبیں ہے
قرآن بھی مدّاحِ جمالِ شہِ دیں ہے
ہمسر کوئی اُس قامتِ زیبا کا نہیں ہے
ایسا کوئی محبوب نہ ہو گا، نہ کہیں ہے
بیٹھا ہے چٹائی پہ مگر عرش نشیں ہے

... اور خالقِ کائنات جلّ جلالہٗ کی قدرت و شان ایسی کہ وہ جو چاہے کرے اور اُس کی مرضی کے خلاف کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔

جب اللہ تعالیٰ کی ہمارے آقا و مولا ﷺ کے ساتھ محبت بھی بے مثال ہے اور اُس کی قدرت بھی لامتناہی ہے تو شانِ کرم کے تقاضا کے مطابق ایسا ہی ہوتا ہے کہ جانِ جہاں ﷺ جیسے اِلتجا کرتے ہیں خالقِ جہاں جلّ جلالہٗ ویسے ہی کرم فرما دیتا ہے، بلکہ بہت مرتبہ اُن کے قلبِ اقدس میں کسی بات کی چاہت پیدا ہوتی ہے اور اِلتجا زبانِ پاک پر آنے سے پہلے ہی مالکِ کریم کرم فرما دیتا ہے۔

وہ خوش نصیب جنھیں سرکارِ دوعالَم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل رہا اور اُنھوں نے آپ ﷺ کی التجاؤں / دعاؤں کو قبول ہوتے دیکھا وہ شانِ محبوبیّت پر حیران ہوتے اور اپنی قسمت پر ناز کرتے کہ ہم کیسے عظیم الشان محبوب ﷺ کے اُمّتی ہیں!

اُمّ المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بے شمار مرتبہ شانِ محبوبیّت کو دیکھا، ایک مرتبہ عرض کرنے لگیں:

مَا أَرٰى رَبَّكَ إِلَّا يُسَارِعُ فِيۡ هَوَاكَ ۔[1] یعنی "یارسول اللہ! مَیں (تو ہمیشہ) یہی دیکھتی ہوں کہ جو آپ کی رِضا ہوتی ہے اللہ تعالیٰ فوراً ویسے ہی کرم کر دیتا ہے۔" (صحیح بخاری، حدیث:4788و5113، صحیح مسلم، حدیث:1464) امامِ اہلِ سنت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

خدا کی رِضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رِضائے محمد

---

[1] مَا أَرَى اللّٰهَ إِلَّا مُوجِدًا لِمَا تُرِيۡدُ بِلَا تَأۡخِيۡرٍ، مُنۡزِلًا لِمَا تُحِبُّ وَتَخۡتَارُ ۔ (فتح الباری لابن حجر)

نبیِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کثرت کے ساتھ اپنی اُمّت کو دعاؤں سے نوازتے ہیں، احادیثِ طیبہ میں موجود آپ کی دعائیں پڑھنے اور سننے سے ایمان تازہ ہو جاتا ہے اور مسلمان کے دل میں آرزو پیدا ہونے لگتی ہے:

جنھیں مرقد میں تاحشر اُمّتی کہہ کر پکارو گے
ہمیں بھی یاد کر لو اُن میں صدقہ اپنی رحمت کا

عیدِ میلاد سے پہلے والے خطبہ میں مصطفیٰ جانِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی کچھ مبارک دعاؤں کا تذکرہ ہوا تھا،[1] آج بھی اِسی سلسلہ کو آگے بڑھایا جائے گا۔

دعائے نبوی کی قدر

سیدنا ابو موسیٰ عبد اللہ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہودی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس تکلّف سے چھینکیں مارتے (چھینک نہ بھی آئی ہوتی تو ناک میں تنکا ڈال کر یا کسی اور طریقے سے کوشش کرتے کہ چھینک آجائے)، اُن کی تمنا ہوتی کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اُنھیں «یَرْحَمُكُمُ اللهُ» (اللہ تم پر رحمت فرمائے) کہہ دیں، مگر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے: «یَهْدِیْكُمُ اللهُ وَیُصْلِحُ بَالَكُمْ۔» ”اللہ تمھیں ہدایت دے اور تمہاری حالت درست کر دے۔“ (جامع ترمذی، حدیث: 2739)

احادیثِ طیبہ کا خلاصہ ہے کہ جب کسی شخص کو چھینک آئے تو اُسے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنا چاہیے۔ اگر چھینکنے والا یہ کہے تو سننے والے پر واجب ہے کہ فوری طور پر جواباً اِتنی آواز سے «یَرْحَمُكَ اللهُ» کہے کہ چھینکنے والا سُن لے۔ پھر چھینکنے والے کو کہنا چاہیے: یَغْفِرُ اللهُ لَنَا وَلَكُمْ (اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری بخشش فرمائے) یا یہ کہے یَهْدِیْكُمُ اللهُ وَیُصْلِحُ بَالَكُمْ۔ (اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت دے اور تمہاری حالت درست فرمائے)۔ (مزید معلومات کے لیے دیکھیے: بہارِ شریعت، حصہ: 16، ج: 3، ص: 474)

یہودی تکلّف سے چھینکیں مارتے کہ اگر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زبانِ پاک سے ہمارے لیے یہ کلمات ادا ہو جائیں تو ہمارا بیڑا پار ہو جائے، مگر چونکہ کافر کے لیے بخشش و رحمت کی دُعا نہیں، اُس کے لیے صِرف یہی دُعا کی جاسکتی ہے کہ اللہ تجھے اسلام کی توفیق دے / ہدایت سے نوازے، چنانچہ نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اُنھیں «یَرْحَمُكُمُ اللهُ» (اللہ تم پر رحمت فرمائے) کے بجائے فرماتے: «یَهْدِیْكُمُ اللهُ وَیُصْلِحُ بَالَكُمْ۔» ”اللہ تمھیں ہدایت دے اور تمہاری حالت درست کر دے۔“ یہودی اگرچہ ہٹ دھرمی کی وجہ سے کلمہ نہیں پڑھتے تھے، مگر اُنھیں بھی حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے دُعا پانے کی تمنا ہوتی تھی، اِس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مسلمان کو یہ آرزو کس قدر ہونی چاہیے۔

---

[1] خطبہ بعنوان ”بڑھی ناز سے جب دعائے محمد“ دیکھنے کے لیے کلک کریں: https://drive.google.com/file/d/1IIe6B63WuAI_N_B5fojbyR7xy5annd4P/view?usp=sharing

دُعا پانے والے... مسجد کا خادم

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سیاہ فام مرد یا خاتون مسجد شریف کی صفائی کرتے تھے، نبی کریم ﷺ نے اُنھیں غیر حاضر پایا تو اُن کے بارے میں پوچھا، صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی کہ وہ وفات پاگئے ہیں۔ فرمایا: أَفَلَا كُنْتُمْ آذَنْتُمُوْنِيْ۔ "تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں (تاکہ مَیں خود نمازِ جنازہ پڑھاتا)؟" راوی کہتے ہیں: لوگوں نے اُس کا معاملہ معمولی سمجھ کر عرض نہیں کی تھی (اُنھوں نے سوچا تھا کہ رات کے وقت حضور کو کیا زحمت دینی ہے، عام سا آدمی تھا، ہم خود ہی جنازہ پڑھ لیتے ہیں)۔ سرکارِ دوجہاں ﷺ نے فرمایا: دُلُّوْنِيْ عَلٰى قَبْرِهٖ۔ "مجھے اُس کی قبر کے بارے میں بتاؤ۔" چنانچہ قبر کے بارے میں عرض کی گئی تو آپ ﷺ وہاں تشریف لے گئے اور دُعاؤں سے نوازنے کے بعد فرمایا: إِنَّ هٰذِهِ الْقُبُوْرَ مَمْلُوْءَةٌ ظُلْمَةً عَلٰى أَهْلِهَا، وَإِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ يُنَوِّرُهَا لَهُمْ بِصَلَاتِيْ عَلَيْهِمْ۔ "یہ قبریں اپنی میتوں پر تاریکی سے بھری ہوئی ہیں، اللہ تعالیٰ میری نماز / دُعا کی برکت سے اِنھیں نور عطا فرمادیتا ہے۔"[1] (صحیح مسلم، حدیث: 956)

دوسری روایت کے مطابق رسول اللہ ﷺ نے اُسے مخاطب کرکے فرمایا: أَيَّ الْعَمَلِ وَجَدتَّ أَفْضَلَ؟ "کس عمل کو سب سے زیادہ فضیلت والا پایا ہے؟" لوگوں نے پوچھا: کیا قبر میں اُسے یہ بات سنائی دے گی؟ فرمایا: تم اُس سے زیادہ نہیں سنتے (وہ ضرور سن رہی ہے)۔ پھر اُس کا جواب بتایا: قَمُّ الْمَسْجِدِ۔ مسجد کی صفائی کو افضل عمل پایا ہے۔ (الترغیب والترہیب، ج:1، ص:197، دار احیاء التراث العربی)

اِس حدیث پاک سے معلوم ہوا ہے کہ

- اُن کی کرم نوازی کے بغیر قبریں تاریک ہوتی ہیں اور جب وہ کرم فرماتے ہیں تو نور ہی نور ہو جاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے کہا:

  قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے
  جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ کی

- کسی کے پاس مال و دولت نہ ہو تو اُسے کمتر نہیں سمجھنا چاہیے، کوئی شخص غریب ہو، مگر فرماں بردار ہو تو اللہ تعالیٰ بھی اُس کی عزت افزائی فرماتا ہے اور جانِ جہاں ﷺ بھی کرم نوازیاں کرتے ہیں۔
- مسجد کی خدمت کبھی ضائع نہیں جاتی، جو خانۂ خدا کی نوکری کرے اُس کی قبر بھی منوّر رہتی ہے۔

---

[1] اِس روایت میں "صلاۃ" کا ذکر ہے، اِس سے دُعا مراد لینا زیادہ مناسب ہے۔ قال الشيخ الدهلوي: ما جاء من ذلك لم يكن على وجه الصلاة، وإنما كان دعاء واستغفارًا فحسب۔ (لمعات التنقیح)

دُعا پانے والے... سیدتنا اُمِّ عُمارہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا

سیدتنا اُمِّ عُمارہ نُسیبہ بنت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہا دینی خدمات میں پیش پیش رہنے والی صحابیات سے ہیں۔ غزوۂ اُحد میں اُن کے ساتھ ساتھ اُن کا پورا گھرانہ جہاد میں شریک تھا، آپ کے شوہر سیدنا زید بن عاصم اور دونوں بیٹے: سیدنا خُبیب اور سیدنا عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کفار کے مقابلہ کے لیے موجود تھے اور سبھی نے نہایت بہادری اور جاں نثاری کا مظاہرہ کیا۔

امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں بیرونِ ملک سے کچھ چادریں آئیں، جن میں سے ایک چادر بہت ہی عمدہ تھی۔ کسی نے کہا: یہ نہایت قیمتی چادر ہے، اِسے آپ اپنی بہو حضرت صَفِیّہ (زوجہ ٔعبد اللہ) کی طرف بھیج دیں تو بہتر ہو گا۔ آپ نے فرمایا: مَیں یہ چادر اُمِّ عمارہ کو بھجواؤں گا، یہ اُنہی کی شایانِ شان ہے۔ مَیں نے اُحد کے دن رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو فرماتے سنا ہے: مَا الْتَفَتُّ يَمِيْنًا وَلَا شِمَالًا إِلَّا وَأَنَا أَرَاهَا تُقَاتِلُ دُوْنِيْ۔ "مَیں نے دائیں بائیں، جس طرف بھی توجہ کی اُمِّ عُمارہ کو دیکھا کہ وہ میرا دفاع کرتے ہوئے کفار سے لڑ رہی تھی۔" (الطبقات الکبری لابن سعد، ج:8، ص:305)

نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اُن کے شوہر اور بیٹوں کی بھی تعریف کی اور دعاؤں سے نوازتے ہوئے فرمایا: بَارَكَ اللهُ عَلَيْكُمْ مِنْ أَهْلِ بَيْتٍ... رَحِمَكُمُ اللهُ أَهْلَ الْبَيْتِ... یعنی "اللہ تعالیٰ تم سب گھر والوں کو برکتیں عطا کرے، اللہ تعالیٰ تم سب پر رحمت فرمائے۔" سیدہ اُمِّ عُمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے عرض کی: أُدْعُ اللهَ أَنْ نُرَافِقَكَ فِي الْجَنَّةِ۔ "آقا! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کیجیے کہ ہمیں جنت میں بھی آپ کا ساتھ نصیب ہو۔" آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دعا کی: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُمْ رُفَقَائِيْ فِي الْجَنَّةِ۔ "اے اللہ! اِنھیں جنت میں میری رفاقت وسنگت عطا کرنا۔"

حضرت اُمِّ عُمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتیں: مَا أُبَالِيْ مَا أَصَابَنِيْ مِنَ الدُّنْيَا۔ "اِس دعا کے بعد دنیا کی بڑی سے بڑی مصیبت بھی آجائے تو مجھے اُس کی کوئی پرواہ نہیں۔" (الطبقات الکبری ج:8، ص:305)

دورِ صدیقی میں جب مُسَیْلِمَہ کذّاب لعنتی کی سرکوبی کرنے کے لیے مدینہ شریف سے لشکر روانہ ہوا تو آپ بھی اپنے بیٹے سیدنا عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہمراہ شریک ہوئیں۔ دورانِ جنگ جب مشکل صورتِ حال پیش آئی تو آپ بھی کفار سے لڑنے لگیں، چنانچہ اِس جہاد میں آپ کا ایک ہاتھ مُبارک مفلوج ہو گیا اور جسم پر تلواروں اور نیزوں کے 12 زخم آئے۔ باری تعالیٰ نے یہ اِعزاز عطا فرمایا کہ آپ اپنا وہی مفلوج ہاتھ جس بیمار کو مَس کر کے اُس کے لیے دُعا فرماتیں اللہ تعالیٰ اُسے شفا عطا کر دیتا۔[1]

---

[1] وَشَهِدَتْ يَوْمَ الْيَمَامَةِ، وَبَاشَرَتِ الْقِتَالَ بِنَفْسِهَا... فَقُطِعَتْ يَدُهَا، وَجُرِحَتْ اثْنَا عَشَرَ جُرْحًا، ثُمَّ عَاشَتْ بَعْدَ ذٰلِكَ دَهْرًا، وَكَانَ النَّاسُ يَأْتُوْنَهَا بِمَرْضَاهُمْ لِتَسْتَشْفِي لَهُمْ، فَتَمْسَحُ بِيَدِهَا الشَّلَّاءِ عَلَى الْعَلِيْلِ وَتَدْعُو لَهُ، فَقَلَّ مَا مَسَحَتْ بِيَدِهَا ذَا عَاهَةٍ إِلَّا بَرِءَ۔ (الروض الانف، 118/4)

دُعا پانے والے... سیدنا جریر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ

یمن میں خَثْعَم نامی قبیلے نے اپنے ہاں کعبۃ اللہ کے مقابلے میں ایک کعبہ بنا لیا، جس کا نام ذُو الْخَلَصَہ تھا، اِسے "یمنی کعبہ" بھی کہا جاتا تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ حرکت اسلام کے خلاف ایک ناقابلِ برداشت گھناؤنی سازش تھی۔ نبی کریم نے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنے پیارے صحابی سیدنا جَریر بن عبد اللہ بَجَلی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو حکم فرمایا کہ وہاں جاکر اِس فتنے کا خاتمہ کر دیں۔ اُنھوں نے اِس معرکہ کے لیے 150 قُریشی گھڑ سواروں کا ایک دستہ تیار کیا، مگر اُنھیں یہ پریشانی تھی کہ وہ گھوڑے پر جم کر بیٹھ نہیں پاتے تھے (کبھی کبھی گر جاتے تھے)، چنانچہ اُنھوں نے بارگاہِ اقدس میں اپنی اِس کمزوری کا تذکرہ کیا۔ فرماتے ہیں: فَضَرَبَ يَدَهُ عَلَى صَدْرِي حَتّٰى رَأَيْتُ أَثَرَ يَدِهٖ فِيْ صَدْرِيْ۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنا مبارک ہاتھ میرے سینے پر رکھا، حتّٰی کہ مَیں نے دستِ مبارک کی تاثیر کو اپنے سینے میں محسوس کیا۔

سیدنا جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دُعا کی: اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا۔ یعنی "اے اللہ! جریر کو ثابت رکھنا (گھوڑے سے بھی نہ گرے اور راہِ ہدایت سے بھی نہ ہٹے) اور اِسے ایسا بنا دے کہ خود بھی ہدایت یافتہ ہو، دوسروں کو بھی ہدایت دے۔" سبحان اللہ! اُنھوں نے ایک التجا پیش کی، حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے تین دعاؤں سے نوازا۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے فرمایا:

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا

دریا بہا دیے ہیں دُر بے بہا دیے ہیں [1]

سیدنا جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: فَمَا وَقَعْتُ عَنْ فَرَسٍ بَعْدُ۔ پھر مَیں کبھی بھی، کسی بھی گھوڑے سے نہیں گرا۔

پھر جب یہ مجاہدین حکم کی تعمیل کرکے واپس پہنچے تو مصطفیٰ جانِ رحمت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مزید کرم فرمایا۔ سیدنا جریر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کہتے ہیں: فَبَرَّكَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اَحمس (قریشی مجاہدین) کے سواروں اور پیادوں کے لیے پانچ مرتبہ برکت کی دُعا فرمائی۔ (صحیح بخاری، حدیث: 4357)

⇐ اللہ تعالیٰ اور اُس کے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جس سے کام لینا چاہیں اُسے سلیقہ بھی عطا کر دیتے ہیں، وہ چاہیں تو بے صلاحیّت لوگوں کو ہمّت دیں اور اُن سے کام لے لیں اور وہ نہ چاہیں تو بہت کچھ کر سکنے والے بھی کچھ نہ کر پائیں۔

⇐ سیدنا جریر رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے یہ نہیں کہا کہ "میرے لیے یہ خدمت مشکل ہے، مجھ سے نہیں ہو سکے گی"، بلکہ تیاری کرنے کے بعد گویا یوں کہا: مَیں حاضر ہوں، البتہ یہ پریشانی ہے، اِسے دُور کر دیں۔ ہمیں بھی چاہیے کہ مشکلات کا بہانہ کرنے کے بجائے کوشش کریں۔

⇐ آج بھی جو دین کی خدمت کرے اُسے بارگاہِ اقدس سے دُعائیں نصیب ہوتی ہیں۔

---

[1] یعنی میرے آقا کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ایسے سخی ہیں کہ اگر کسی نے آپ سے ایک قطرہ مانگا تو آپ نے دریا بہا دیے اور اَنمول موتی عطا فرمائے۔

دُعا پانے والے... سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوہری نسبت حاصل ہے:

1) وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے محترم چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے ہیں، اِس اعتبار سے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد ہیں۔

2) اُن کی والدہ اُمّ فَضل لُبابہ بنتِ حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہرِ نسبتی ہیں، اُمّ المؤمنین سیدتنا میمونہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ ہیں۔ یوں وہ اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھانجے ہیں۔

خدمت گزاری پر دُعا: سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کئی مرتبہ اپنی خالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر مبارک میں رات گزاری اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز کا مشاہدہ کیا۔

ایک موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلا میں تشریف لے گئے،[1] سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آپ کے واپس تشریف لانے سے پہلے ہی وضو کا پانی تیار کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واپس آکر پوچھا: مَنْ وَضَعَ هٰذَا؟ ''یہ پانی کا برتن کس نے رکھا ہے؟'' عرض کی گئی: ابن عباس نے رکھا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ الٰہی میں دُعا کی[2]: «اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ.»[3] وفی روایۃ اُخریٰ «اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَعَلِّمْهُ التَّأْوِيْلَ.»[4] یعنی ''الٰہی! ابنِ عباس کو دین کا عالم وفقیہ بنا دے اور اِسے تفسیرِ قرآنِ مجید کا علم عطا کر دے۔''

تعظیم پر دُعا: ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کے آخری حصے میں نماز ادا فرما رہے تھے، اُنھوں نے بھی پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا شروع کر دی۔ فرماتے ہیں: فَأَخَذَ بِيَدِيْ فَجَرَّنِيْ فَجَعَلَنِيْ حِذَاءَهٗ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے کھینچا اور اپنے برابر کھڑا کر لیا۔ (مقتدی اکیلا ہو تو وہ امام کے برابر کھڑا ہوتا ہے، البتہ اُس کے ٹخنے امام کے ٹخنوں سے آگے نہیں بڑھنے چاہییں)۔ ابن عباس فرماتے ہیں: فَلَمَّا أَقْبَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَلٰى صَلَاتِهٖ خَنَسْتُ۔ (ایک مرتبہ تو میں حکم پورا کرنے کے لیے ساتھ کھڑا ہو گیا، مگر) جب آپ

---

[1] حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ نے لکھا کہ یہ واقعہ اُمّ المؤمنین کے گھر میں رات کے وقت ہوا۔ (مرآۃ المناجیح، تحت حدیث: 6168)

[2] عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْعَبَّاسِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ وَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى رَأْسِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْعَبَّاسِ فَقَالَ: «اَللّٰهُمَّ أَعْطِهِ الْحِكْمَةَ، وَعَلِّمْهُ التَّأْوِيْلَ.» وَوَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى صَدْرِهٖ فَوَجَدَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْعَبَّاسِ بَرْدَهَا فِيْ ظَهْرِهٖ، ثُمَّ قَالَ: «اَللّٰهُمَّ احْشُ جَوْفَهٗ حُكْمًا وَّعِلْمًا.»، فَلَمْ يَسْتَوْحِشْ فِيْ نَفْسِهٖ إِلٰى مَسْأَلَةِ أَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ، وَلَمْ يَزَلْ حَبْرَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللهُ إِلَيْهِ. **(المعجم الکبیر، حدیث: 10585)**

[3] صحیح بخاری، حدیث: 143۔ (اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ) أَيْ اِجْعَلْهُ فَقِيْهًا عَالِمًا۔ (مرقاۃ المفاتیح)

[4] المستدرک علی الصحیحین، حدیث: 6280۔ وَاخْتلف الْعلمَاء فِي معنى التَّأْوِيل، فَذهب أَكثر القدماء إِلَى أَنه بِمَعْنى التَّفْسِير۔ (کشف المشکل)

نماز کی طرف متوجہ ہو گئے تو پھر پچھلی صف میں آ گیا۔ نماز سے فراغت کے بعد جانِ عالم ﷺ نے پوچھا: مَا شَأْنِيْ أَجْعَلُكَ حِذَائِيْ فَتَخْنِسُ؟ ”عبد اللہ بن عباس! کیا بات ہے، مَیں تمھیں برابر کھڑا کرتا ہوں، مگر تم پیچھے ہٹ جاتے ہو؟“ عرض کی: يَارَسُوْلَ اللهِ! أَوَيَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ أَنْ يُّصَلِّيَ حِذَاءَكَ وَأَنْتَ رَسُوْلُ اللهِ الَّذِيْ أَعْطَاكَ اللهُ! یعنی میرے آقا! آپ اللہ کے پیارے رسول ہیں، جنھیں اللہ نے بلند شانیں عطا فرمائی ہیں، کسی کی کیا مجال کے آپ کے برابر کھڑا ہو کر نماز پڑھے۔ کہتے ہیں: فَأَعْجَبْتُهُ، فَدَعَا اللهَ لِيْ أَنْ يَزِيْدَنِيْ عِلْمًا وَّفَهْمًا۔ میری بات نبی کریم ﷺ کو پسند آ گئی، چنانچہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا کی کہ اللہ میرے علم و فہم میں اور اضافہ فرمادے۔ (مسند احمد، حدیث:3060۔ شعب الایمان، حدیث:1432)

ربّ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی دعاؤں کو شرفِ قبولیت سے نوازا اور سیدنا عبد اللہ بن عباس کو علمِ دین میں ایسا بلند مرتبہ عطا فرمایا کہ آپ کا لقب ہے: «حَبْرُ هٰذِهِ الْأُمَّة»[1] (اُمّتِ محمدیہ کا ماہر عالم)۔ دورِ فاروقی میں سیدنا عبد اللہ بن عباس ابھی جوان تھے، مگر سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کی رائے کو بہت اہمیّت دیتے، کسی نے تعجب کا اِظہار کیا تو آپ نے فرمایا: «ذَاكَ فَتَى الْكُهُوْلِ، إِنَّ لَهُ لِسَانًا سَئُوْلًا، وَقَلْبًا عَقُوْلًا۔» یعنی یہ جوانی میں بھی علمی مہارت رکھنے والے بوڑھوں کی طرح ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اِسے علمی سوالات کرنے والی فصیح زبان اور باشعور دل عطا کیا ہے۔ (فضائل الصحابہ لاحمد، رقم:1555، المستدرک، رقم:6298)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نیاز مندی اور بارگاہِ رسالت سے نوازشات میں بہت کچھ سیکھنے کے لیے اہم ہے:

⟸ جب انسان کسی سے خوش ہوتا ہے تو اُسے ایسی چیز کی دُعا دیتا ہے جو اُس کی نظر میں بہت اہم ہو۔ رحمتِ عالم ﷺ نے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو خوش ہو کر علمِ دین کی دُعا سے نوازا۔ معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی نظر میں علمِ دین بہت بڑی دولت ہے، کہ آپ نے سیدنا ابن عباس کو نوازنا چاہا تو علمِ دین میں ترقی کی دُعا عطا فرمائی۔
ہمیں بھی چاہیے کہ علمِ دین کی اہمیت کو سمجھیں اور روزانہ کم از کم دین کی ایک بات ضرور سیکھا کریں۔

⟸ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عبد اللہ بن عباس کو حکم نہیں فرمایا تھا کہ پانی تیار کر دینا، اُنھوں نے از خود آپ ﷺ کی خوشی کے لیے پانی تیار کیا،[2] جس پر دُعا سے نوازا گیا۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے اُنھیں پکڑ کر ساتھ کھڑا کیا تھا، مگر اُن کے دل میں اس قدر تعظیم تھی کہ وہ برابر کھڑے نہ رہ سکے اور پچھلی صف میں چلے گئے، اِس پر بھی دُعا نصیب ہوئی۔ معلوم ہوا کہ اِطاعت و تعظیمِ مصطفیٰ ﷺ دونوں ہی عظیم الشان دولتیں ہیں، آج بھی جو شخص غلامی اور تعظیم کرتا ہے اُسے دعاؤں سے نوازا جاتا ہے۔

---

[1] بفتح الحاء وكسرها، والفتح أفصح۔ (فيض القدير)

[2] اِس میں تربیت ہے کہ اُمتی کا ذوق یہ ہونا چاہیے کہ آقا ﷺ کا حکم تو بہت بڑا ہے، مجھے آپ کی چاہت بھی پوری کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ افسوس کہ ہم تاکیدی حکم پر عمل میں بھی سستی کرتے ہیں۔

دُعا پانے والے... خیر خواہ حکمران

حضرت عبد الرحمٰن بن شُماسہ علیہ الرحمہ کہتے ہیں: مَیں کوئی مسئلہ دریافت کرنے کے لیے اُمّ المؤمنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دروازے پر حاضر ہوا۔ اُنھوں نے پوچھا: کہاں سے آئے ہو؟ مَیں نے کہا: مصر سے۔ اُنھوں نے پوچھا: دورانِ جہاد تمہارے سپہ سالار کا تمہارے ساتھ سلوک کیسا تھا؟ میں نے کہا: (مفہوم) ہمیں اُس سے کوئی شکایت نہیں، وہ ہماری ضروریات کا خیال رکھتا تھا۔ اُنھوں نے فرمایا: مَیں نے اپنے اِس حجرہ میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: «اَللّٰهُمَّ مَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ أُمَّتِيْ شَيْئًا فَشَقَّ عَلَيْهِمْ فَاشْقُقْ عَلَيْهِ، وَمَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ أُمَّتِيْ شَيْئًا فَرَفَقَ بِهِمْ فَارْفُقْ بِهِ.» ”اے اللہ! جسے میری اُمت کے کسی معاملے کی ذمہ داری ملے، پھر وہ اُمت کو مشقت میں ڈالے تو تُو اُس پر سختی فرما اور اُسے مشکل میں ڈال دے، اور جسے میری اُمت کی کوئی ذمہ داری ملے پھر وہ اُن پر نرمی کرے تو تُو بھی اُس کے ساتھ نرمی والا معاملہ فرمانا“۔ (صحیح مسلم، حدیث:4826)

جس شخص کو بھی مسلمانوں سے متعلق کوئی ذمہ داری ملی، خواہ سرکاری ہو یا غیر سرکاری، انتظامی ہو یا تعلیمی، عدالتی ہو یا دفاعی، گھریلو ہو یا کاروباری، اگر وہ اپنے ماتحتوں سے انصاف اور حسنِ سلوک کرتا ہے، اُن کی خیر خواہی کرتا ہے، اُن پر ظلم نہیں کرتا تو اِس خوش نصیب کے لیے زبانِ اقدس سے دُعا عطا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کے ساتھ نرمی فرمائے... اور اگر ذمہ دار اپنے ماتحتوں پر ظلم کرتا ہے تو اُسے رسول اللہ ﷺ کی دعاءِ جلال کو یاد رکھنا چاہیے۔

لمحۂ فکریہ: ہمارے دور میں سیاست ایک نفع بخش پروفیشن، بلکہ پُر کشش کاروبار بن گیا ہے، عہدوں اور عہدے داروں کی گویا بولیاں لگی ہوئی ہیں، تقریباً ہر شخص کی خواہش ہے کہ اُسے کوئی نہ کوئی عہدہ مل جائے... ایسے میں سب کو اچھی طرح ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ عہدہ معمولی چیز نہیں، یہ کسی شخص کو بلندی تک بھی لے جاسکتا ہے اور تباہ بھی کر سکتا ہے۔

امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ امام الانبیا ﷺ نے فرمایا: إِنَّ أَفْضَلَ عِبَادِ اللهِ عِنْدَ اللهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِمَامٌ عَادِلٌ رَفِيْقٌ، وَإِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِمَامٌ جَائِرٌ خَرِقٌ. یعنی ”جس مسلمان کو عہدہ ملا، پھر اُس نے عدل وانصاف قائم کیا اور نرمی اختیار کی تو قیامت کے دن ربّ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ فضیلت پانے والے بندگانِ خدا میں اِس خوش نصیب کو نمایاں مقام حاصل ہوگا۔ اور جس بندے کو عہدہ ملا، پھر اُس نے ظلم کیا اور سختی کی تو یہ بدنصیب قیامت کے دن بدترین درجہ والوں میں سے ہوگا۔“ (شعب الایمان، حدیث:6986)

حرفِ آخر

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۔[النور24: 63] اِس آیتِ کریمہ کا ایک ترجمہ یہ ہے: "تم رسول اللہ کی اپنے ربّ سے دُعا کو ایسے مت قرار دو جیسے تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔"[1] (جب تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو تو وہ کبھی بات مان لیتا ہے، کبھی ٹال دیتا ہے، رسول اللہ ﷺ کی اپنے ربّ سے دُعا ایسی نہیں، وہ اپنے ربِّ کریم سے جو بھی دُعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کرم فرمادیتا ہے)

سلامِ رضا مع تضمین ہے:

جس کے تابع ہیں مقبولیت کے اُصول
منحصر جس پہ ہے رحمتوں کا نزول
وہ دُعا جس پہ صدقے دُرودوں کے پھول
وہ دُعا جس کا جوبن بہارِ قبول
اُس نسیمِ اجابت پہ لاکھوں سلام

اِس آیتِ کریمہ کا دوسرا ترجمہ یہ ہے: "تم رسول اللہ کے بلانے کو ایسا نہ قرار دو جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔" (آپس میں کوئی بات کرو تو اُس پر عمل لازم نہیں ہوتا، رسول اللہ ﷺ کا حکم ایسا نہیں ہے، وہ جو فرمائیں، جب فرمائیں، جہاں فرمائیں اُس پر بغیر کسی حیل وحجت کے عمل کرنا لازم ہے)۔

دل لگتی بات ہے کہ جب اُن کا ربّ اُن کی بات نہیں موڑتا تو غلام کی کیا مجال کہ وہ اُن کے حکم پر عمل کرنے میں سستی کرے اور حیلے بہانے بنائے، غلامی کا تقاضا ہے کہ اُن کے ہر حکم کو سر آنکھوں پر رکھے اور فوری عمل کرے۔ اِسی میں دونوں جہان کی بھلائی اور کامیابی ہے۔

---

[1] لا تجعلوا دعاءہ ربَّہ کدعاء صغیرِکم کبیرَکم یُجیبہ مرةً ویردُّہ أخری؛ فإن دعاءہ مستجاب۔ (انوار التنزیل وأسرار التاویل [تفسیر البیضاوی]، تحت الآیۃ)

اللہ تعالیٰ زبانِ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ سے نکلنے والی مبارک دعاؤں کے صدقے میں ہماری بخشش ومغفرت فرمائے اور ہمیں محبت واِطاعتِ رسول ﷺ کی توفیق سے نوازے۔ ربّ تعالیٰ اِس خوشیوں والے مبارک مہینے کی برکت سے تمام پریشان حال مسلمانوں کو خوشیاں عطا کرے۔ اللہ کریم سیلاب زدگان کی مشکلات کو آسان فرمائے اور ہمیں اُن کی مدد کرنے کا جذبہ عطا فرمائے۔ مالکِ قُدّوس مُلکِ پاکستان کو ہر قسم کے بحرانوں سے نجات دے اور کشمیر و فلسطین سمیت دنیا بھر کے دیگر مظلوم مسلمانوں کی مدد فرمائے۔

آمین بجاہ النبیِّ الکریم ﷺ